اورلبرل طریقہِ واردات کی بھر پور عکاسی کی گئی ہے: ﴿ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ۞ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۞ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۞ ثُمَّ نَظَرَ ۞ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ۞ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ ۞ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۞ ﴾ ''یقیناً اس نے غور کیا اور اندازہ لگایا، پس اس کے لیے ہلاکت ہو اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ اس پر پھر مار پڑے' اس نے کیسا اندازہ لگایا! پھر اس نے گھور کر (حاضرین کو) دیکھا۔ پھر اس نے تیوری چڑھالی اور اپنا منہ بگاڑ لیا، پھر اس نے پیچھے مڑکر (نخوت سے) دیکھا اور اترانے لگا۔ (کیونکہ اسے ایک بات سوجھ گئی تھی) پس اس نے کہا:'' یہ (قرآن) تو صرف ایک اثر انگیز جادو ہے، یہ صرف کسی آدمی کا کلام ہے''۔[المدّثر/ ۱۸......۲۵]

بہر حال قرآن مجید' فرقان حمید سے متعلق مختلف قسم کے کفار و مشرکین اور بدعت پرستوں کے ریمارکس ایک جیسے ہیں کہ یہ کتاب' اللہ کا کلام نہیں، کسی انسان کی تصنیف ہے ......

پھر یہی منکرینِ قرآن' انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی دعوت کے بارے میں بھی بالکل حیران و پریشان ہیں کیونکہ نبوت کے پھیلتے ہوئے انوار کے مطالعے نے انہیں چکا چوند کر دیا، پس وہ اسے بالکل نظر انداز کر نہیں سکتے۔ لیکن نبوت ان کے عقلی اصولوں پر فِٹ نہیں آتی۔ اس لیے وہ نبوت کی حقیقت کے بارے میں مختلف نظریات میں بٹ گئے:

{1} ان کفار و مشرکین کی غالب اکثریت انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے فرامین کو بالکل نہیں مانتی ...... بلکہ اس سے روگردانی کرتی ہے، یا اس میں شک کرتی ہے، یا اسے جھٹلاتی ہے۔

{2} بعض کا خیال یہ ہے کہ کسی راجح مصلحت کی خاطر جھوٹ بولنا روا ہے، اور انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) نے اصلاح معاشرہ کے لیے یہی چیز اختیار کی ہے۔

{3} بعض کہتے ہیں کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے دروغ گوئی جائز ہے، کسی خاص فرد یا گروہ کے مفاد میں جائز نہیں۔

{4} صابی فلاسفہ کا نظریہ یہ ہے کہ عقلِ فعّال کی طرف سے ایک عام سا پسند و ناپسندیدگی کا تصور' بلا استثناء تمام نفوس کی طرف پہنچتا ہے، لیکن پیغمبر کے نفس میں اس پیغام کو محسوس کر کے اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی صلاحیت دیگر لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

{5} ان عقل پرستوں میں نسبتاً بہتر تصور نبوت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی دعوت دراصل مثالیں ہیں' جو اصلی حقائق کے فہم کو عام لوگوں کے قریب کرنے کی غرض سے بیان کی گئی ہیں۔ یہ فارابی اور ابن سینا کا فلسفیانہ نظریہ ہے، اور ان میں سے بھی ابن سینا کا نظریہ' ایمان کے قریب تر ہے، اگر چہ وہ بھی مسلمان نہیں۔

قسط نمبر(۲)

استقامت کے لوازمات

محمد شریف بلغاری

۵۔ اللہ تعالی کا ذکر:

اللہ تعالی کا ذکر مشکلات میں ثابت قدمی کے عظیم اسباب میں سے ہے۔ذرا غور کیجئے اللہ تعالی دو چیزوں کو ملا کر ارشاد فرماتے ہیں:﴿یا أیھا الذین آمنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا﴾ (الانفال/٤٥)"اے ایمان والو جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت اللہ کو یاد کرو"۔

اللہ پاک نے جہاد میں ثابت قدمی کے اہم اسباب میں سے اللہ تعالی کے ذکر کو قرار دیا ہے،قلت عدد کے باوجود کثرت ذکر سے مسلمان فتح یاب ہوتے تھے۔(جبکہ اہل فارس وروم وغیرہ کفار اس عظیم نعمت سے محروم رہے۔)

☆یوسف علیہ السلام کو حسن وجمال اور جاہ ومنصب والی عورت نے پکارا' تو اس سے بچنے کے لیے کس سے مدد طلب کیا؟ کیا﴿معاذ اللہ﴾"اللہ تعالی کی پناہ" کے قلعے میں داخل نہیں ہوا،اور شہوات کا موج بلاخیز اس قلعے کی دیواروں پر ہی سے ٹوٹ نہیں گیا؟!؟ اسی طرح مؤمنوں کو ثابت قدم رکھنے کے لیے اللہ تعالی کا ذکر کام کر دکھاتا ہے۔

٦۔صحیح وسیدھا راستہ چلنے کی تڑپ:

اہل سنت والجماعت کا راستہ ہی صحیح اور واحد سیدھا راستہ ہے، یہی صاف عقیدہ، درست نہج، سنت اور دلیل پر چلنے والوں کا راستہ ہے۔اہل باطل کیساتھ فاصلہ اور دشمن کا امتیاز کرنے کا راستہ ہے، دین پر ثابت رہنے کی قدر وقیمت اگر جاننا چاہے تو غور وفکر کرو اور اپنے نفس سے سوال کرو کہ اگلوں اور پچھلوں میں سے بہت سے لوگ کیوں گمراہ ہوئے اور وہ شکوک وشبہات کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں حیران وششدر کیوں بھٹکتے رہے؟صراط مستقیم پر انکے قدم ثابت کیوں نہ رہ سکے؟اور اس سچے راستے پہ کیوں نہ موت آئی یا اس سیدھے راستے پر اس وقت پہنچے جب انکی عمر کا اکثر حصہ ختم ہو چکا تھا،اور انکی زندگی کے قیمتی اوقات ضائع ہو چکے تھے۔

آپ انہیں دیکھیں گے کہ بدعت وضلالت کے منازل کیجانب بھٹکتے جارہے ہیں۔فلسفہ سے علم کلام کیجانب،اعتزال سے تحریف کیجانب،تاویل سے تفویض اور رجعیت کیطرف،اوراہل تصوف کے ایک طریقے سے دوسرے طریقے کی جانب رواں دواں نظر آتے ہیں......اہل بدعت اسی طرح حیران وپریشان ہوتے ہیں،دیکھیے تو اہل کلام کو موت کے وقت کس چیز نے ثابت قدمی سے محروم رکھا۔سلف صالحین نے فرمایا: "اکثر الناس شکا عند الموت أهل الكلام"

" اہل کلام موت کے وقت لوگوں میں سے زیادہ شک کرنے والے ہوتے ہیں"۔

لیکن ذرا غور وفکر کیجئے کیا اہل سنت والجماعت میں سے کوئی ناراض ہوکر صحیح راستہ کے پہچاننے،سمجھنے اوراس پر چلنے کے بعد بھٹکا ہے؟ممکن ہے کبھی کسی کی عقلی کمزوری کی وجہ سے یا ذاتی اَنا اور نفس کی غلط خواہش وشبہات کی وجہ سے عارضی طور پر چھوڑ دیں،لیکن غلط بات کے واضح ہونے اور درست بات کو دیکھنے کے بعد بالکل ہی چھوڑنے کی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

اسکی مثال ہرقل کا رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے متعلق ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا ہے۔ہرقل نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا:

کیا دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس سے ناراض ہوکر کوئی مرتد بھی ہوتا ہے؟

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: "نہیں"۔

پھر ہرقل نے کہا:"ایمان جب دل میں گھر کرجاتا ہے،تو اسی طرح ہوتا ہے"۔(البخاری مع الفتح ۱/۳۲)

ہم نے بہت سے لوگوں کے متعلق سنا ہے کہ بدعات وخرافات کے منازل طے کرنے کے بعد چھوڑ کر اور سابقہ مذہب سے نالاں ہوکر اہل سنت والجماعت کا مذہب اپنایا ہے،کیا اس کے برعکس بھی کبھی سنا ہے ؟

میرے بھائی:اگر آپ ثابت قدم رہنا چاہے، تو مؤمنین کے راستے پر گامزن رہیے۔

۷۔ ایمانی،علمی اور فقہی تربیت کرنا

ایمانی تربیت: ایمانی تربیت سے قلب وضمیر میں اللہ کا خوف،اسی سے امید اور اس کی محبت زندہ اور تروتازہ رہتی ہے۔اور یہ قرآن وسنت کے نصوص سے دوری اختیار کرنے اور لوگوں کے اقوال میں مگن رہنے سے دل میں جو سختی وتنگی آتی ہے،اس سے دل کو دُور رکھتی ہے۔

علمی تربیت: علمی تربیت خالص صحیح دلائل پر قائم ہوتی ہے،جس کی وجہ سے یہ اندھی تقلید اور ہر کسی کی رائے کے تحت چلنے والی

صفات ذمیمہ سے انسان کو بچاتی ہے۔

حالات کو پہچاننے کی تربیت: حالات کو پہچاننے کی تربیت بھی لینا ضروری ہے۔ جو شخص مجرموں کا راستہ نہیں جانتا، اسلام کے دشمنوں کی مکروہ چال پر نظر نہیں رکھتا، اور حالات کا گہرا علم نہیں رکھتا، زمانے کی حوادثات کو نہیں سمجھتا تو وہ چھوٹے اور محدود معاشرے کی تنگیوں میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔

تدریجی تربیت: یہ تربیت مسلمان کو آہستہ آہستہ آگے کی جانب لے جاتا ہے، مناسب منصوبے کے تحت کمال تک پہنچا دیتا ہے جس سے جلد بازی اور ناکام چھلانگیں مارنے سے بچ جاتا ہے۔ دین پر ثابت قدم رہنے کے اہم عناصر کی اہمیت کے ادراک کیلئے رسول اللہ ﷺ کی درخشاں سیرت کی طرف پلٹیے اور اپنے نفس سے سوال کیجئے کہ:

☆ صحابہ کرام کی مکی زندگی میں کفار کی جانب سے مظالم ڈھانے کے ایام میں ثابت قدم رہنے کے اسباب کونسے تھے؟

☆ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، آل یاسر رضی اللہ عنہ وغیرہ کمزور لوگ اور کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شعب ابی طالب وغیرہ میں کیسے ثابت قدم رہے ؟

☆ کیا مشکوٰۃ نبوت سے گہری تربیت لئے بغیر ایسی ثابت قدمی ممکن ہے؟ جس تربیت سے صحابہ کرام کی شخصیت نکھر گئی۔

☆ اصحاب رسول ﷺ میں سے صرف خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی مثال ذرا پڑھیے، جس کا آپ غلام تھا وہ لوہے کی سلاخوں کو آگ میں سرخ کرتا تھا، پھر جناب خباب رضی اللہ عنہ کو اس پر لٹاتا تھا، آپ کے جسم سے چربی پگھل کر ہی وہ سلاخیں ٹھنڈی پڑتی تھیں۔ ان تمام آلام ومصائب پر صبر کیے رہنے پر کس چیز نے اسے مجبور کر دیا ؟

☆ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ تپتے ہوئے چٹان کے نیچے، اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا طوق و زنجیروں میں کس لیے صبر کیے رہی..... ؟

☆ مدنی دور میں بھی صبر وثبات کے قابل ذکر مواقف کے متعلق بھی سوالات اٹھتے ہیں، اللہ تعالی کے پیارے نبی ﷺ کیساتھ جنگ حنین میں بعض صحابہ کرام کو کس چیز نے ثابت قدم رکھا؟ جبکہ اکثر مسلمان شکست کھا چکے، کیا یہ ثابت قدم رہنے والے نومسلم حضرات تھے، اور فتح مکہ کے دوران مسلمان ہونے والے تھے، جنہوں نے مناسب وقت مدرسہ نبوت سے تربیت نہیں پائی، اکثر ان میں سے مال غنیمت کے حصول کیلئے نکلے تھے؟ ہرگز نہیں.... بلکہ ثابت قدم رہنے والے وہ چیدہ چیدہ صحابہ کرام تھے، جنہوں نے خاص رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں تربیت پائی تھی، اگر تربیت نہ ہوتی تو کیا ثابت قدم رہ سکتے ؟؟

۸۔ راستے پر پختگی:

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس راستے پر مسلمان گامزن ہے۔اس پر یقین جتنا محکم ہوگا،اتنی ہی ثابت قدمی مضبوط ہوگی،اس کے لیے بہت سے وسائل ہیں مثلاً:

☆ میرے بھائی! جس صراط مستقیم پر آپ چل رہے ہیں، یہ کوئی نئی راہ نہیں، اور نہ آپ کے زمانے (ہمعصر) کی پیداوار ہے، بلکہ یہ وہ درخشندہ راستہ ہے جس پر آپ سے پہلے انبیاءکرام علیہم الصلاۃ والسلام ،صدیقینؒ،علماءدینؒ،شہداء عظامؒ اور صالحینؒ چلے ہیں،اس احساس سے آپ کی اجنبیت دور ہوگی ،اور آپ کی وحشت انس ومحبت ،آپکا غم فرحت وسرور میں بدل جائیگا،اسلئے کہ آپ کو پتہ چل گیا کہ وہ تمام آپ کے راستے کے راہی اور منہج کے بھائی تھے۔

☆ اس بات کا احساس کیجیے کہ دعوت دین کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چن لیا ہے،اور درج ذیل قرآنی آیات کی روشنی میں آپ اللہ تعالیٰ کے چنیدہ بندوں میں سے ہیں۔

﴿قل الحمد لله وسلامٌ على عباده الذين اصطفى﴾(النمل/٥٩)

''کہہ دیجیے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہےاور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلامتی ہو''۔

﴿ثم أورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا﴾(فاطر/٣٢)

''پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھ میں پہنچائی، جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا''۔

﴿وكذلك يجتبيك ربك ويعلمك من تأويل الأحاديث﴾ (یوسف/٦)

''اور اسی طرح تجھے تیرا پروردگار برگزیدہ کریگا اور تجھے خوابوں کی تعبیر سکھائے گا''۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے انبیاءکرام علیہم الصلاۃ والسلام کو تبلیغ رسالت کیلئے چنا ہے،اسی طرح صالحین کیلئے بھی اس صفت عالیہ میں سے حصہ ہے،اس لیے کہ یہ لوگ انبیاءکرام علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ اگر آپ کو جمادات میں سے پیدا کرتا، یا جانور، یا کافر ملحد، یا بدعت کی طرف دعوت دینے والے، یا فاسق، یا ایسا مسلمان جو اپنے اسلام کی طرف دعوت دینے والا نہ ہو، یا مختلف غلط راستوں کی طرف دعوت دینے والا پیدا کرتے تو آپ کے احساسات کیا ہوتے؟

☆ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے چنے ہوئے بندوں میں سے بنایا ہے،اور اہل سنت والجماعت کے مبلغین کے زمرے میں شامل کیا ہے۔کیا یہ جملہ امور بطور شکرانے کے آپ کے منہج اور آپ کے سچے وسیدھے راستے پر ثابت قدم رہنے کے عوامل